www.KitaboSunnat.com

الباب الرابع

الاجتهاد والتقليد

الفصل الاول

۳۸۲۔ الاجتہاد: [1]

لغت میں اجتہاد کا معنی ہے کسی کام کو کرنے میں اپنی وسعت بھر طاقت کو صرف کر دینا۔

اور اصولیوں کی اصطلاح میں بطریق استنباط مجتہد کا دلائل شرعیہ کی طلب علم میں اپنی طاقت خرچ کرنا۔

اجتہاد کی اس تعریف سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

اول: مجتہد اپنی ساری کوشش صرف کرے، اتنی کہ اس سے مزید قوت صرف کرنے میں خود کو عاجز سمجھے۔

دوم: اپنی محنت صرف کرنے والا مجتہد ہو، غیر مجتہد کی صرف محنت غیر معتبر ہے کیونکہ وہ اہل اجتہاد میں سے نہیں ہے اور اجتہاد تب مقبول ہوتا ہے جبکہ وہ مجتہدین سے صادر ہوا ہو۔

سوم: اس محنت کا مقصد عملی شرائع واحکام کا تعارف وتعریف ہو لیکن اگر اس محنت سے مقصود لغوی، عقلی یا حسی احکام مستنبط کرنا ہو تو اصولیوں کے نزدیک یہ اصطلاحی اجتہاد کی قسم نہ ہوگی۔

چہارم: احکام شرعیہ کے تعرف میں شرط ہے کہ وہ بطریق استنباط ہو یعنی اس تک رسائی اور استفادہ بحث ونظر کے ساتھ ہو سکے، اس قید کی وجہ سے حفظ المسائل خارج ہوگا، یا مفتی سے پوچھنا یا کتب علم سے معلوم کرنا یہ سب اصطلاحاً اجتہاد نہ کہے جائیں گے۔

۳۸۳۔ المجتہد:

اجتہاد کی تعریف سے ہی مجتہد کا مقصود سمجھ آتا ہے، یعنی وہ جس میں اجتہاد کی صلاحیت موجود ہو یعنی وہ ادلۃ تفصیلیہ سے عملی شرعی احکام کو استنباط کرنے کی قدرت رکھتا ہو، اور اصولیوں کے

---

[1] الموافقات: ٤/ ٥٧ ومابعدها۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت: ص٣١٣ ومابعدها۔ المستصفى للغزالى: ٢/ ٢٠٣ ومابعدها.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک اسی کو فقیہ کہتے ہیں۔ اور وہ شخص فقیہ یا مجتہد شمار نہ ہوگا، جس کو حفظ و تلقین کے ذریعے احکام شرعیہ کا علم ہو یا وہ کتابوں سے احکام معلوم کرے یا علماء سے سماع کر کے علم احکام حاصل کرے، اس کو بحث ونظر اور استنباط نہ آئے تو وہ مجتہد نہ ہوگا۔

اجتہاد کی قدرت شروط اجتہاد کے پورا ہونے سے پیدا ہوتی ہے جن سے بندہ مجتہد بنتا ہے۔

۳۸۴۔ اجتہاد کی شرائط:

پہلی شرط، لغت عربی کی معرفت: مجتہد پر لازم ہے کہ وہ عربی لغت کو اس طرح پہچانتا ہو کہ اس کے لیے عرب کے خطاب کو سمجھنا ممکن ہو، اور ان کے مفردات اور تعبیر کلام میں ان کے اسالیب سے واقف ہو یا تو سلیقہ یا پھر علم حاصل کر کے، اس طرح کہ وہ علوم عربیہ نحو، صرف، بلاغت، ادب، معانی و بیان وغیرہ سیکھ لے، اس طرح علوم عربیہ جاننا ایک مجتہد کیلئے ضروری ہے کیونکہ شرعی دلائل عربی زبان میں اترے ہیں۔ لہٰذا مجتہد کے لیے ان کا فہم اور احکام سے مکمل استفادہ اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جبکہ وہ عربی زبان کو اچھی طرح جان سکے۔

خصوصاً اس صورت میں کہ کتاب وسنت کے دلائل انتہائی فصاحت و بلاغت اور بیان سے واقع ہوئے ہیں، کماحقہ اس کا فہم، اس کے معانی کا ذوق اور جس مفہوم پر لغت عرب دلالت کررہی ہے اس کا ادراک، تعبیر کلام میں اس کے اسلوبوں کا احاطہ اور اس کے بلاغی اور بیانی اسرار کی معرفت صرف اسی صورت میں ممکن ہے اور اس کے کلمات وعبارات جس چیز کی طرف اشارہ کررہے ہیں وہ بھی اسی صورت میں سمجھ آئیں گے۔ جس قدر مجتہد عربی لغت کی معرفت میں ماہر ہوگا۔ اسی قدر اس کو نصوص کا فہم اور قریب وبعید کے معانی کا ادراک ہوسکے گا، لیکن مجتہد کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ مشہور لغویوں اور ائمہ لغت کی طرح لغت کی معرفت رکھتا ہو بلکہ اس کے لیے صرف اتنی معرفت کافی ہے جو شرعی دلائل کو سمجھنے میں لازم ہے کہ وہ ان نصوص سے فہم سلیم حاصل کر لے اور ان کی مراد کو سمجھ سکے۔

مجتہد کے لیے لازم دوسری شرط:

یہ کہ اس کو کتاب اللہ کی معرفت لازم ہے کیونکہ وہ ہی اصل الاصول اور ہر دلیل کا مرجع ہے، مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کی تمام آیات کو اجمالی طور پر پہچانتا ہو اور اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات احکام میں اسے معرفت تفصیلیہ ہو کیونکہ انہی آیات سے عملی شرعی احکام مستنبط ہوتے ہیں، اس کی مقدار بعض علماء نے پانچ سو آیات بتلائی ہے۔

حق بات تو یہ ہے کہ وہ اس عدد میں محصور نہ ہیں کیونکہ گہری نظر، عمیق غور وفکر اور مناسب ادراک سے یہ ممکن ہے کہ دیگر آیات سے بھی احکام مستنبط کر لیے جائیں حتیٰ کہ وہ قصوں اور امثال والی آیات ہوں، بہرحال مجتہد کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ آیات احکام کو حفظ کر لے بلکہ اس کے لیے یہ کافی ہے کہ کتاب اللہ میں ان کا مقام پہچانتا ہو تاکہ بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع آسان ہو، علماء نے ایسی تمام آیات، ان کی شرح اور ان سے احکام کے بیان کا بیڑا اٹھایا ہے اور اس موضوع میں انہوں نے بہت سی مصنفات تصنیف کی ہیں جیسا کہ ابوبکر احمد بن علی الرازی جو جصاص کے نام سے مشہور ہیں اور ۳۷۰ ہجری میں فوت ہوئے ان کی کتاب ''احکام القرآن'' ہے اور کتاب احکام القرآن جو ابوبکر ابن العربی کی کتاب جو ۵۴۳ ہجری میں فوت ہوئے بھی ہے۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے آیات احکام القرآن کا خاص اہتمام کیا ہے، انہوں نے اس پر طویل وقفہ کیا ہے اور وہ احکام بیان کیے ہیں جو ان آیات سے مستفاد ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں اقوال الفقہاء بھی جمع ہیں، اس قسم کی تفاسیر میں امام قرطبی کی تفسیر ہے، جو ۶۷۱ ہجری میں فوت ہوئے، ان کی کتاب کا نام ''الجامع لاحکام القرآن'' ہے۔ اور چھٹی صدی ہجری کے فقہاء میں سے امام طبرسی کی تفسیر ہے اس کا نام ''مجمع البیان فی تفسیر القرآن'' ہے یہ اور اس طرح کی کتب نے موجودہ زمانے میں آیات احکام کی طرف رجوع کرنا اور ان کے احکام ومعانی کا ادراک آسان کر دیا ہے۔

قرآن کی معرفت میں شامل ہے کہ ناسخ ومنسوخ آیات کی معرفت حاصل ہو، گو کہ اس قسم سے متعلقہ آیات قلیل مقدار میں ہیں لیکن مجتہد کے لیے اس کی معرفت ضروری ہے، اس حوالے سے تصنیف شدہ کتابوں میں سے کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' ہے جو امام ابوجعفر محمد بن احمد جو النحاس کے نام سے مشہور ہیں کی تصنیف ہے جو ۳۳۸ ہجری میں فوت ہوئے، مذکورہ چیزوں کے علاوہ مجتہد کے لیے احکام سے متعلقہ آیات کے اسباب نزول کی معرفت ضروری ہے کیونکہ اس کی معرفت اس کے لیے آیات کی مراد سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری شرط یہ ہے کہ اسے سنت کی معرفت ہو:

کہ مجتہد صحیح اور ضعیف احادیث کی معرفت رکھتا ہو، اس کے راویوں کا حال ان کی علامت، ان کا ضبط وورع اور ان کی فقاہت جانتا ہو اور وہ متواتر احادیث اور آحاد کو جانتا ہو، اور وہ احادیث کے معانی اور ان کے ذکر کے اسباب سمجھتا ہو اور وہ صحت وقوت میں اس کے درجات پہچانتا ہو اور ان کے درمیان میں ترجیح کے قواعد جانتا ہو اور ناسخ ومنسوخ جانتا ہو اور اس کے لیے یہ شرط نہ ہے کہ وہ تمام احادیث کو جانتا ہو بلکہ اس کے لیے کافی ہے کہ احادیث احکام جانتا ہو اور ان احادیث کی معرفت کے لیے یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ اسے یہ احادیث زبانی یاد ہوں۔ بلکہ یہ کافی ہے کہ اس کے پاس صحیح احادیث والی کتابیں ہوں، اور وہ ان میں صحیح احادیث کے مقام جانتا ہو جیسا کہ یہ بھی کافی ہے کہ اس کے پاس علمائے جرح وتعدیل کی کتابیں ہوں حتیٰ کہ وہ راویوں کے حالات پہچان لے اور مذکورہ چیزوں کا کافی ہونا ہم نے اس لیے ذکر کیا ہے کہ کیونکہ موجودہ وقت میں مجتہد کی طرف سے اتنی معرفت حدیث بھی مشکل ہے۔علمائے حدیث اور اماموں کی طرف رجوع اور ان پر اعتماد کرنا ضروری ہوتا ہے۔

علماء نے تمام احادیث احکام کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اس بارے میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور ابواب کے اعتبار سے ان کی ترتیب دی ہے، اور اس کی مطول اور مختصر شروحات لکھی ہیں اور اس میں علماء نے احکام اور اس کے قریب علماء امصار کے اقوال بھی بیان کر دیئے ہیں اور ان کی اسانید پر کلام کیا ہے، جن کتب احادیث نے مجتہدین کیلئے احادیث احکام تک پہنچنا آسان کر دیا ہے اور ان کے احکام ومعانی کو سمجھنا آسان کر دیا ہے ایسی کتب میں سے ''نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار'' ہے جو شیخ محمد بن علی الشوکانی کی تصنیف ہے۔لیکن سنت صحیحہ کی کتب اور ان کی شروحات میں صرف احادیث احکام پر اکتفا نہیں کیا گیا۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ اسے اصول فقہ کی معرفت ہو:

اصول فقہ کا علم ہر مجتہد اور فقیہ کے لیے ضروری ہے، جیسا کہ ہم مقدمہ میں ذکر کر چکے ہیں کیونکہ اس علم سے مجتہد دلائل شرع اور ان کی طرف رجوع کرنے میں ترتیب کو پہچان سکتا ہے اور اس سے استنباط کے طرق جان سکتا ہے اور وہ الفاظ کے معانی پر طریقے اور ان دلالتوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوت معلوم کر سکتا ہے اور یہ جان سکتا ہے کہ کس کو مقدم کرنا ہے اور کس کو موخر کرنا ہے اور دلائل میں ترجیح کے قواعد اور دیگر ابحاث جان سکتا ہے جن پر علم اصول فقہ میں بحث کی جاتی ہے، علماء قدیم وحدیث نے اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، جنہوں نے علماء کے لیے ان کی ابحاث وقواعد پر واقف ہونا آسان کر دیا ہے۔

پانچویں شرط مقامات اجماع کی معرفت:

مجتہد کیلئے ضروری ہے کہ اجماع کے مقامات کو پہچانے تا کہ اس کی وضاحت ہو جائے، اور جن آیات میں اجتہاد و بحث کی ضرورت ہے ان میں ان قواعد و مقامات کی مخالفت نہ کرے۔

چھٹی شرط مقاصد شریعت:

اجتہاد کی شرائط میں سے ہے کہ مجتہد کو شریعت کے مقاصد اور احکام کے علل اور لوگوں کے مصالح کی معرفت حاصل کر سکے تا کہ اس سے ان احکام کو استنباط کر سکے جن پر شریعت نے بطریق قیاس نص بیان نہیں کی۔ یا مصلحت کی بناء پر اور ان عادات کی بناء پر جن میں لوگ اپنے معاملات میں مانوس ہوتے ہیں اور جس میں ان کی مصلحت ثابت ہو، اسی بنیاد پر لوگوں کی مصلحتوں کی رعایت کے لوازم سے اور استنباط احکام کے لیے ضروری ہے کہ مجتہد لوگوں کے عرف وعادات سے واقف ہو کیونکہ ان عادات کا خیال رکھنا ان کی مشروع مصلحتوں کا خیال رکھنے کے مترادف ہے۔

ساتویں شرط اجتہاد کی فطری صلاحیت:

ہماری رائے میں یہ شرط بھی ضروری ہے گو کہ اصولیوں نے صراحتاً اس کو بیان نہیں کیا کہ مجتہد میں اجتہاد کی فطری صلاحیت ہونی چاہیے، اس طرح کہ اس میں لطافت ادراک کے ساتھ فقاہت عقلیہ، ذہن کی درستگی، نفاذ بصیرت، حسن فہم اور سمجھ کی تیزی ہونی چاہیے کیونکہ اس فطری صلاحیت کے بغیر کوئی شخص مجتہد نہیں بن سکتا اگر چہ وہ تمام شروط اجتہاد سیکھے ہو لیکن اسی جبلی صلاحیت کے بغیر وہ مجتہد نہیں بن سکتا۔ ہمارا یہ قول عجیب بھی نہیں ہے کہ انسان کا عربی زبان، اس کے علوم اور اوزان شعر جان لینا اس کو شاعر نہیں بنا دیتا جب تک کہ اس میں شعر کہنے کی فطری صلاحیت نہ ہو۔ اجتہاد میں بھی ایسا ہی حال ہے۔ اور جلیل القدر مجتہدین علوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد اور اس کے وسائل و آلات میں دوسروں پر فائق نہ تھے بلکہ اس فطری صلاحیت کی وجہ سے ممتاز تھے، جو انہیں حاصل تھی۔

۳۸۵۔ کس چیز میں اجتہاد جائز ہے اور کس میں جائز نہیں:

تمام احکام شرعیہ اجتہاد کا محل بننے کیلئے مناسب نہیں ہیں، اسی لیے بعض علماء اصول فرماتے ہیں۔ ''ہر وہ حکم شرعی محل اجتہاد ہے جس میں قطعی دلیل موجود نہ ہو۔'' یعنی وہ احکام شرعیہ جن میں قطعی دلائل ہیں وہ اختلاف اجتہاد کے محتمل نہیں ہیں، جیسا کہ نماز، روزہ کی فرضیت، حرمت زنا وغیرہ۔ ایسے احکام جن کے بارے میں قطعی دلائل ملتے ہیں اور اتنے عام ہیں کہ ان میں کوئی عالم و جاہل معذور نہیں بلکہ سب برابر اسے جانتے ہیں۔ رہے وہ احکام جن میں قطعی نصوص وارد نہیں ہیں، بلکہ ان کے بارے میں ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ وارد ہے یہ وہ ہیں جن میں اجتہاد چلے گا، جب وہ دلیل ظنی الثبوت ہوگی اور یہ حدیث میں ہی ممکن ہے تو مجتہد اس کے ثبوت نص کو تلاش کرے گا اور اس حدیث کی سند کی قوت، اس کی مضبوطی اور اس کے رواۃ کا میلان دیکھتا ہے، اس طرح کی مزید ابحاث جس میں غور و فکر کا تقاضا ہوتا ہے، مجتہدین ایسے مسائل میں بڑا اختلاف رکھتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مجتہد کے ہاں ایک حدیث ثابت ہوتی ہے، جبکہ دوسرے مجتہد کے نزدیک وہ ثابت نہیں ہوتی لہٰذا وہ اس پر عمل نہیں کرتا۔

رہے ظنی الدلالۃ احکام، تو ان میں اجتہاد کا معنی ان کی مراد کو واضح کرنا ہے، اس طرح کہ وہ لفظ کی معنی پر دلالت کی قوت اور ایک دلالت کو دوسری پر ترجیح کی معرفت حاصل کرتا ہے ان امور میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے اگرچہ الفاظ کی دلالتوں اور بعض کی بعض پر ترجیح دینے میں قواعد وضوابط اور معیاروں میں وہ متفق ہیں بلکہ کبھی تو وہ ان عام موازین میں بھی اختلاف کرتے ہیں، اس وقت ان کا یہ اختلاف استنباط میں وسعت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ ان کا امر و نہی کے موجب میں بھی اختلاف ہے اور اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ کیا عام کی اپنے افراد پر دلالت ظنی ہے یا قطعی؟ مطلق اور مقید کے ساتھ اس کے تعلق وغیرہ جیسا کہ ان کے بعض کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

اسی طرح اجتہاد ان مسائل میں بھی جاری ہوتا ہے، جن کے بارے میں شارع کی طرف سے نص نہیں وارد ہوئی۔ اس صورت میں مجتہد دیگر دلائل شرعیہ مثلاً قیاس وغیرہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف مجبور ہوتا ہے۔

بلا شبہ مجتہدین کی آراء ان دلائل کی صحت اور کیفیت استنباط اور ان کی بنیاد پر احکام مستنبط کرنے میں مختلف ہوتی رہتی ہیں۔

۳۸۶۔ اجتہاد کسی وقت یا جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہے:

اجتہاد کو کوئی وقت یا جگہ مقید نہیں کر سکتی مطلب یہ ہے کہ یہ کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ دوسرے وقت میں ٹھیک نہ ہو، نہ یہ کسی خاص جگہ کے ساتھ مقید ہے کہ دوسری جگہ منعقد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی بنیاد تو صرف یہ ہے کہ کسی شخص میں اس کی شرائط مکمل ہوں، اور یہ امر ہر زمانے میں ممکن ہے، اس کو ایک وقت کو چھوڑ کر دوسرے وقت کے ساتھ مقصور کرنا جائز نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے وہ متاخرین کو چھوڑ کر متقدمین کے ساتھ خاص نہیں ہے، علماء نے منصوص انداز سے یہ بات بیان کی ہے کہ کوئی وقت بھی کسی ایسے مجتہد سے خالی نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو لوگوں کو سمجھاتا رہے اور جو بعض علماء نے اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کا کہا ہے اس کی وجہ یہ حرص ہے کہ جاہل لوگ اس کو کھیل نہ بنالیں اور بلا علم اجتہاد کا دعویٰ نہ کر دیں ان کے اس قول سے مراد یہی جہال ہیں نہ کہ علماء و مجتہدین۔

اس طرح اجتہاد قیامت تک باقی رہے گا، اور تمام ایسے لوگوں کے لیے مباح ہے کہ جن میں اجتہاد کی شرائط پائی جاتی ہوں، اس عظیم مرتبہ ومنصب کی طرف صرف وہ چڑھ سکتے ہیں جو اصل میں اجتہاد کے مستحق ہیں، سو تب اجتہاد کسی خاص گروہ قوم و نسل، شہر اور زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، شرائط کے ساتھ یہ سب لوگوں کے لیے جائز ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے لیے شرع بنائی ہے سب کی ذمہ داری ہے کہ اس پر غور وفکر کریں اور اس کے احکام کو سمجھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ٢٤)

''تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے، یا کچھ دلوں پر ان کے قفل پڑے ہوئے ہیں؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اجتہاد علم کے اعلیٰ مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے اور علم سب لوگوں کے لیے جائز ہے بلکہ علم شرع شریف کی طرف رغبت دلائی ہے اور ارباب علم کی تعریف کی ہے اور اس میں اضافہ طلب کرنے کی ترغیب دی اور لوگوں کو تعلیم دی کہ وہ یہ کہا کریں قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ٥ (طٰہٰ: ۱۱۴) ''اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

۳۸۷۔ اجتہاد کا حکم:

جو اجتہاد کرنے کا اہل ہے اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے یعنی اس میں اجتہاد کا ملکہ ہو اور تمام اسباب ووسائل بھی موجود ہوں تو مجتہد پر لازم ہے کہ وہ بحث ونظر کے ذریعے دلائل سے حکم شرعی کو مستنبط کرے، اس کے اجتہاد کے نتیجے میں ملنے والے حکم ہی اس کے حق میں حکم شرعی ہے، اس کے لیے اس کی اتباع واجب ہے، کسی اور کی تقلید میں اس کو ترک کر دینا اس کے لیے جائز نہیں ہے، اب اگر وہ اجتہاد میں درست مسلک تک پہنچا تو اس کو دو اجر ہیں، اگر خطا کر گیا تو بھی ایک اجر ملے گا، اسی بارے میں نبی کریم ﷺ سے فرمان مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حاکم اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں لیکن اگر خطا کر گیا تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

۳۸۸۔ اجتہاد کا بدل جانا اور ٹوٹ جانا:

اجتہاد کی بنیاد اس پر ہے کہ حکم شرعی کو تلاش کرنے میں غور وفکر کرے اور بقدر وسعت اپنی کوشش صرف کرے مجتہد نے اگر کسی مسئلہ میں بحث کی اور گہری نظر سے دلائل کو جانچا اور اس سے مسئلہ تک پہنچنے میں پوری قوت صرف کی تو اس کے لیے یہی حکم واجب ہوگا، وہ اسی کا فتویٰ بھی دے گا، لیکن اگر اسی مسئلہ میں اس کی رائے بدل گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے نئے اجتہاد پر عمل کرے اسی کا فتویٰ دے اور اپنا پہلا قول ترک کر دے۔

اور جب مجتہد حاکم ہو اور اپنے اجتہاد کے موافق کسی مسئلہ میں فیصلہ دے تو کسی دوسرے حاکم کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس کے اجتہاد کو توڑے۔

کیونکہ قانون یہ ہے کہ اجتہاد اس جیسے اجتہاد سے ٹوٹ نہیں سکتا لیکن جب حاکم پر اسی پہلے مسئلے جیسا دوسرا مسئلہ پیش آجائے اور اس کے لیے نئی رائے ظاہر ہو اسی مسئلہ میں تو حاکم کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار ہے کہ نئی رائے سے فیصلہ کرے، لیکن پہلا حکم ختم نہ ہوگا بلکہ جاری رہے گا، مطلب یہ ہے کہ سابقہ قضاء کے فیصلے مسلم قاضی کے لیے فائدہ مند نہ ہیں، اس کی مثال یہ واقعہ ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسئلہ حجریہ میں فیصلہ یہ دیا کہ والدین کی اولاد وارث نہ ہوگی پھر اس کے بعد ویسا ہی مسئلہ پیش آیا تو اس میں فیصلہ یہ دیا کہ (اخیافی) اولاد الام کی موجودگی میں والدین کی اولاد وارث بنے گی، اب پہلے فیصلے والوں نے یہ اعتراض کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ فیصلہ ہم نے ماضی میں کیا تھا، یہ اب کیا ہے لیکن جب اجتہاد نص قطعی کے مخالف ہو تو وہ ٹوٹ جائے گا، اس کا اعتبار نہ رہے گا کیونکہ وہ درحقیقت اجتہاد نہیں ہے۔

۳۸۹۔ جزوی اجتہاد:

اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم کبھی ایک مسئلے میں مجتہد ہوتا ہے دوسرے میں نہیں ہوتا یعنی وہ ان مسائل میں اپنے پاس موجودہ وسائل کی بناء پر بعض مسائل میں اجتہاد پر قادر ہوتا ہے اور بعض پر قادر نہیں ہوتا۔

جیسا کہ اس نے میراث کے تمام دلائل ونصوص کا احاطہ کر لیا ہے اور اس بارے میں سنت اور اقوال علماء جس قدر اس کو میسر ہوتے ہیں اس کی بنیاد پر وہ اسی مسئلہ میں فیصلہ کرتا ہے اس صورت میں اس کو چاہیے کہ وہ انہی مسائل میں اجتہاد کرے، کیونکہ باقی مسائل میں اس کے پاس اجتہاد کے وسائل میسر نہیں ہیں۔

بعض علماء جزوی اجتہاد کے ممنوع ہونے کے قائل ہیں، لیکن پہلا قول ہی راجح ہے اور پہلے مجتہدین کی سیرتیں بھی اسی چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سے لوگ کئی ایک مسائل دریافت کرتے تو وہ ان میں سے بعض کا جواب دیتے اور باقی مسائل سے توقف کر کے فرماتے میں نہیں جانتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ